ہجرت: چند اہم اسباق

صدرالدین البیانونی°

ترجمہ: حافظ محمد عبداللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مبارکہ ایک نہایت عظیم تاریخی واقعہ ہے۔ سنہ ہجری کا آغاز بھی اسی واقعے کی مناسبت سے کیا گیا ہے۔ اس واقعے نے مسلمانوں کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا۔ ہجرت کے موقع پر نبی کریمؐ اور اہل ایمان کو غیرمعمولی مسائل کا سامنا تھا۔ آپؐ نے ان تمام مشکلات پر قابو پاتے ہوئے غلبۂ دین کی جدوجہد کو جاری رکھا اور بالآخر عالم عرب مسخر ہوکر رہا۔ آج بھی اُمت مسلمہ کو بہت سے مسائل اور چیلنجوں کا سامنا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ واقعۂ ہجرت سے اخذ کردہ اسباق کو ایک بار پھر ذہنوں میں تازہ کریں۔ آیئے اس سلسلے کے چند اہم اسباق پر نظر ڈالیں۔

❍ **راہ خدا میں ابتلا پر صبر**: نبی مہربانؐ اور آپ کے ساتھیوں کو مکۃ المکرّمہ میں فریضۂ دعوت و رسالت کی ادایگی کے دوران بہت سی سختیاں اور ایذائیں جھیلنا پڑیں۔ انھیں ایسی ایسی تکالیف دی گئیں جنھیں برداشت کرنا عام آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔ انھی بے پناہ سختیوں کی وجہ سے آپؐ کو مدد و نصرت کی درخواست لیے طائف جانا پڑا۔ جہاں سے آپؐ مطعم بن عدی کی ہمراہی میں مکہ واپس لوٹے۔ پیش آمدہ تکلیفوں کی بنا پر ہی آپؐ کے ساتھیوں کو پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی، بعد میں خود آپؐ کو بھی مدینہ کی جانب اذنِ ہجرت ملا۔ ہجرت از خود ایک

° سربراہ، اخوان المسلمون، شام

طرح کی آزمایش اور امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اگر ہم نے انھیں حکم دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو ہلاک کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے کم ہی آدمی اس پر عمل کرتے''۔(النساء ۴:۶۶)

بوقت ہجرت آپؐ نے مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا: واللّٰہ انك لاحب بلاد اللّٰہ الی' ولولا ان اھلك اخرجونی ماخرجت ،اللہ کی قسم! اے مکہ! تو اللہ کے شہروں میں سے مجھے محبوب ترین ہے۔ اگر تیرے باسی مجھے نکال نہ دیتے تو میں کبھی یہاں سے نہ جاتا۔ آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو مکہ میں جس قسم کی اذیتوں کا سامنا رہا اور پھر جس کسمپرسی کے عالم میں انھیں پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی جانب سفرِ ہجرت اختیار کرنا پڑا، اس سارے عمل میں ہمارے لیے بے حد اہم اسباق پوشیدہ ہیں۔ ہمیں بھی اُمت کو درپیش چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے ان اسباق کا پوری دقتِ نظر سے مطالعہ کرنا ہوگا تاکہ یہ ہمارے لیے مایوسی اور ناامیدی کے بجاے پیش قدمی اور فتح مندی کا ذریعہ بن جائیں۔ شرط یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں کو اخلاص لِلّٰہ سے بھرلیں۔ فرمان نبویؐ ہے: اعمال کا تمام تر دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص وہی پائے گا جس کی نیت کرے گا۔ پس جس کی ہجرت واقعی اللہ اور اس کے رسول کی جانب ہوگی، واقعی اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی جانب ہوگی، اور جس کی ہجرت کسی دنیاوی مفاد یا کسی خاتون سے نکاح کی خاطر ہوگی، تو اس کی ہجرت بھی اسی کام کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔(متفق علیہ)

○ **بہترین تیاری اور محکم تدبیر:** واقعۂ ہجرت کو جو بھی پڑھتا ہے حیران رہ جاتا ہے کہ آپؐ نے اس سفر کی کتنی ہمہ پہلو تیاری کی۔ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ، تمام ممکنہ مادی وسائل کو آپؐ بروے کار لائے، حالانکہ آپؐ کو وحی ربانی کی مکمل تائید بھی حاصل تھی اور اللہ قادر مطلق اس بات کی مکمل طاقت رکھتا تھا کہ آپؐ اور آپؐ کے تمام اصحاب بغیر کسی تکلیف اور مشقت کے مدینہ پہنچا دیے جاتے۔ لیکن اللہ عزوجل کو امت کے لیے ابدی قانون اور داعیانِ حق کے لیے بہترین سنت قائم کروانا تھی۔ آیئے آپؐ کی تیاریوں اور منصوبہ بندی کی کچھ جھلکیاں دیکھیں:

۱- دو تیز رفتار سواریوں کی یوں تیاری کی کہ چار ماہ تک دونوں اونٹنیوں کی خوب دیکھ بھال کی گئی اور عین سفرِ ہجرت کے موقع پر انھیں ضروری ساز و سامان سے پوری طرح لیس کیا گیا۔

۲- راستوں کے ماہر عبداللہ بن اریقط کو راستے کی نشان دہی کے لیے باقاعدہ اجرت پر ساتھ لیا۔ اگرچہ عبداللہ اس وقت مشرک تھے، لیکن اپنے کام میں خوب مہارت رکھتے تھے، اس لیے آپؐ نے ان کا انتخاب کیا۔

۳- زادِ راہ اور سامان خوردونوش کا باقاعدہ انتظام کیا گیا۔ حضرت اسما بنت ابوبکر ہر شام کھانا پہنچایا کرتیں اور عامر بن فہیرہ رات کو دودھ پہنچایا کرتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی جمع پونجی (تقریباً چھے ہزار درہم) سفر میں اپنے ساتھ رکھی۔

۴- ہجرت کے معاملے کو مکمل راز داری میں رکھا گیا۔ صرف انھی چند لوگوں کو اس کی خبر تھی جنھیں براہِ راست اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ راستوں کے بارے میں دشمنوں کو مغالطہ دینے کے لیے آپؐ نے جنوب میں واقع یمن کا راستہ اختیار کیا حالانکہ مدینہ سمتِ شمال میں واقع ہے۔ اسی طرح دشمنوں کی نقل و حرکت سے لمحہ بہ لمحہ باخبر رہنے کا انتظام بھی تھا۔

۵- غارِ ثور میں تین روز تک قیام پذیر رہے تاکہ دشمن کی تگ و دو ماند پڑ جائے۔ قدموں کے نشان مٹانے کا بھی مکمل انتظام کیا گیا، کہ کہیں یہ نشان کفار کو سمتِ سفر اور جگہ کے تعین میں مدد نہ دیں۔

ان تمام اسباب و وسائل کی بااحسن فراہمی کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسا اور اسی پر مکمل اعتماد تھا۔ آیئے! توکل علی اللہ کے جذبے سے لبریز وہی مکالمہ ایک بار پھر بگوشِ ہوش سنیں:

سیدنا ابوبکر الصدیقؓ: اے اللہ کے رسولؐ! اگر ان (تعاقب کرنے والوں) میں سے کسی نے بھی اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو ہم ضرور دیکھ لیے جائیں گے۔

رسولِ اکرمؐ: ابوبکرؓ! ان دو کے بارے میں تمھارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ خود ہو۔

اللہ پر کامل اعتماد، بہترین تیاری، منصوبہ بندی اور فراہمی اسباب و وسائل کے بعد پھر اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسا برحق ہے۔ اس سارے عمل کا براہِ راست پھل اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت اور سفرِ ہجرت کی بحفاظت تکمیل کی صورت میں برآمد ہوا تھا۔

○ **صدیق اکبرؓ کی بے مثال فداکاری:** سفرِ ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے لیے فداکاری اور محبت کی بے مثال تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ انھیں اس ذمہ داری کا پوری شدت سے احساس تھا کہ انھیں کتنی عظیم ہستی کو

منزلِ مراد تک بحفاظت پہنچانا ہے۔ راہ خدا میں اپنے مشن کی تکمیل کے لیے کس جذبۂ محبت و فداکاری کی ضرورت ہے‘ احیاے اسلام کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے لیے اس میں اہم سبق ہے۔

صدیق اکبرؓ کیا کہتے ہیں: ’’اللہ کی قسم! اس (غار) میں آپ سے پہلے میں داخل ہوں گا‘ اس میں اگر کوئی خطرناک چیز ہو تو آپ کے بجاے مجھے نقصان پہنچائے‘‘۔ پھر حضرت ابوبکرؓ غار میں موجود تمام سوراخ بند کر چکے تو ایک سوراخ ایسا باقی تھا جو بند نہیں کیا جا سکا تھا۔ اسے حضرت ابوبکرؓ نے اپنا پاؤں رکھ کر بند کر دیا۔ نبی کریمؐ حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران بل میں موجود کسی زہریلی چیز نے ڈنک مارا لیکن ابوبکرؓ ہلے تک نہیں کہ کہیں آپؐ کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے بے اختیار بہہ پڑنے والے آنسو آپؐ کے چہرۂ انور پر گرے تو صورت واقعہ کا علم ہوا۔

پھر مدینہ کے راستے میں ابوبکر صدیقؓ کبھی آپؐ کے آگے چلتے تو کبھی پیچھے۔ نبی کریمؐ حضرت ابوبکرؓ کے اضطراب کو بھانپ گئے۔ پوچھنے پر ابوبکرؓ نے جواب دیا: یارسولؐ اللہ! مجھے جب کفار کی طلب اور جستجو یاد آتی ہے تو آپؐ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں‘ اور جب ان کا اعلان کردہ انعام میرے ذہن میں آتا ہے تو آپؐ سے آگے چلنے لگتا ہوں۔ فرمایا: ابوبکرؓ کوئی چیز ایسی ہے جو تم پسند کرتے ہو کہ میرے بجاے تمھیں مل جائے؟ ابوبکرؓ کہنے لگے: جی ہاں! اس راہ میں مارا جانا۔ میں اگر قتل ہوتا ہوں تو میں اکیلا ہی مارا جاؤں گا‘ اور اگر آپؐ شہید ہو گئے تو گویا ساری امت ہلاک ہو گئی۔

❍ **مہاجرین و انصار کے درمیان رشتہ اخوت:** اخوت کی یہ مثال‘ محبت اور ایثار و قربانی کی نادر الوجود مثال ہے۔ ضروری ہے کہ دعوت الی اللہ کے علمبردار‘ اللہ کی خاطر قائم اس جذبۂ اخوت کو اپنے درمیان فروغ دیں۔

ہجرت مدینہ دراصل ایک نئے مرحلے کی ابتدا تھی‘ جس میں دعوت الی اللہ کا کارواں‘ صبر و ابتلا کے طویل دور کے بعد کامیابی کی منزلوں سے ہمکنار ہوا۔ ذہن میں رہے کہ کامیابی کی اس منزل کے پیچھے تمام ممکنہ اسباب کی فراہمی‘ بہترین تیاری اور منصوبہ بندی‘ اللہ پر کامل بھروسا اور توکل‘ اسی کی ذاتِ بے ہمتا پر کامل اعتماد‘ رسولؐ اللہ کی ذات گرامی سے بے پناہ محبت‘ ہر قسم کی صلاحیتوں اور قوتوں سے استفادہ‘ ایسی حقیقی اخوت کا قیام جس نے رسولؐ اللہ کے اصحاب کے دلوں کو یکجان کر کے

خوب صورت ترین مثال بنا دیا، یہی وہ عناصر تھے جن کی بدولت کامیابی اور فتح مندی مقدر ٹھیری۔

اس ساری مہم میں حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر اور حضرت عائشہؓ نے جو کردار انجام دیا، اس سے دعوت الی اللہ کے میدان میں مسلمان خواتین کا کردار بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن ابوبکرؓ جس طرح دن بھر قریش کی خبریں اکٹھی کرتے اور شام کے وقت آپؐ تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے رہے، اس سے نوجوانوں کے کردار کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ نوجوانوں کی فعال صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیا جانا چاہیے۔

آیئے! ہم بھی ہجرت الی اللہ کے اس نئے مرحلے میں، ہجرت اولیٰ (ہجرتِ نبویؐ) کے اسباق کو حرز جاں بنائیں۔ اپنی نیتوں کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے، مادی ومعنوی اسباب و وسائل کے ساتھ اپنی انتہائی کوششیں صرف کر کے، سید المرسلینؐ کی اقتدا میں بھرپور تیاری ومنصوبہ بندی اور پوری قوت وطاقت کو صرف کرتے ہوئے، اللہ پر مکمل بھروسا، اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو بھی مصیبت آئے صبر وثبات کے ساتھ اجر کی نیت لیے اسے برداشت کرتے ہوئے، اللہ کی نصرت کے وعدے پر پختہ یقین کے ساتھ، رسولؐ اللہ کی محبت دل میں لیے، آپؐ کے نقوش پا کی پوری پیروی کرتے ہوئے، اپنے بہنوں اور بھائیوں کی صلاحیتوں اور قوتوں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے، اخوت کے تقاضوں پر پورا اتر کر، بیک دل اور بیک آواز باری تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق بن جائیں:

> جنھوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسولؐ کی پکار پر لبیک کہا___ اُن میں جو اشخاص نیکوکار اور پرہیزگار ہیں اُن کے لیے بڑا اجر ہے___ جن سے لوگوں نے کہا کہ ''تمھارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں، اُن سے ڈرو''، تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انھوں نے جواب دیا کہ ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے''۔ آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے، ان کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انھیں حاصل ہو گیا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ اب تمھیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔ لہٰذا آیندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔(اٰل عمرٰن ۳:۱۷۲-۱۷۵)